# اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ کس امر میں ہے

از

سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

# اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ کس امر میں ہے

(تحریر فرمودہ مؤرخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۷ء بمقام قادیان)

میں متواتر اعلان کر چکا ہوں کہ اس وقت مسلمانوں کی حفاظت صرف اس امر میں ہے کہ وہ ان امور میں کہ جو سب مسلمانوں میں مشترک ہیں' متحد ہو کر کام کریں اور اپنی طاقت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اس جدوجہد کے نتیجہ میں جو ہم نے پچھلے دنوں کی ہے خدا کے فضل سے مسلمانوں میں اس قدر بیداری پیدا ہو چکی ہے کہ اہل ہنود دل ہی دل میں کُڑھ رہے ہیں اور ایسی تجاویز سوچ رہے ہیں جن کے ذریعہ سے مسلمانوں میں تفرقہ اور شقاق پیدا کر دیں۔ میں نے پہلے بھی مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے اور اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ ہمیں تمام ایسی باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے جو دشمنوں کو ہنسنے کا موقع دیں اور ہماری طاقت کو پراگندہ کر دیں۔

تمام احباب جانتے ہیں کہ ہماری طرف سے تمام مسلمان کہلانے والوں کے ایک مشترکہ جلسہ کرنے کی تحریک ایک ماہ سے کی جا رہی ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس کام میں جو ہمارا ذاتی نہیں ہے بلکہ اسلام کا ہے' تمام بہی خواہان اسلام ہم سے مل کر کام کر رہے ہیں۔ ان جلسوں کے لئے شروع دن سے بائیس جولائی کی تاریخ اور نماز جمعہ کے بعد کا وقت مقرر تھا۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ خلافت کمیٹی کی طرف سے حال ہی میں ایک اعلان ہوا ہے کہ ان کی طرف سے بھی بائیس جولائی کو اسی وقت جلسے کئے جائیں۔

(انقلاب مؤرخہ ۱۷ جولائی صفحہ ۷ ب کالم ۴)

میرا خیال ہے کہ اس تاریخ کے مقرر کرتے وقت کارکنانِ خلافت کے ذہن میں یہ بات

نہ ہوگی کہ ایسے جلسے پہلے مقرر ہو چکے ہیں۔ ورنہ وہ اس زمانہ میں جب کہ مسلمانوں میں پورے اتحاد کی ضرورت ہے بائیس جولائی کو الگ جلسے مقرر نہ کرتے مگر اب جب کہ ان کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے' میں مسلمانوں کے فوائد کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے خواہش کرتا ہوں کہ چونکہ ہماری طرف سے ایک ماہ سے اعلان ہو رہا تھا اور تیاری مکمل ہو چکی ہے اور متواتر اخباروں اور پوسٹروں کے ذریعہ سے تحریک ہوتی رہی ہے اور بعض اہم مقامات کی طرف واعظ بھی بھیجے جا چکے ہیں اور ہزاروں روپیہ کا خرچ برداشت کیا جا چکا ہے' اس لئے خلافت کمیٹی مہربانی فرما کر اپنے جلسوں کو یا تو کسی دوسرے دن پر ملتوی کر دے یا کم سے کم وقت ہی بدلا دے۔ مثلاً یہ کہ جن جلسوں کا انتظام ہم نے کیا ہے' وہ جمعہ اور عصر کے درمیان ہونگے تو وہ بعد از مغرب اپنے جلسے مقرر کر دے۔ اگر اس قدر خرچ اور محنت سے اور نیز سب فرقوں کے سربر آوردہ لوگوں کے مشورہ کے ساتھ جلسوں کا انتظام نہ ہو چکا ہوتا تو میں خود ہی جلسہ کی تاریخیں بدل دیتا۔ کیونکہ وقت اور دن کی نسبت اتحاد بہت زیادہ اہم شے ہے۔ لیکن ایک ماہ کی مسلسل تیاری کے بعد ہمارے لئے اس قدر مجبوریاں ہیں کہ ہمارے لئے دن اور وقت کا بدلنا بہت مشکل ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ جو جلسے بائیس کو ہماری تحریک پر مقرر ہوئے ہیں' وہ صرف ہماری جماعت کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ شیعہ' سنی' اہل حدیث' حنفی' احمدی سب کی طرف سے مشترکہ جلسے ہیں۔

## دو مختلف تاریخوں میں جلسے ہوں

بائیس تاریخ کوئی مذہبی تاریخ نہیں کہ اس سے جلسے اِدھر اُدھر نہ کئے جا سکتے ہوں۔ اس لئے بجائے اس کے کہ طاقت کو منتشر کیا جائے اور دشمنوں کو ہنسی کا موقع دیا جائے' کیوں نہ دو مختلف تاریخوں میں جلسے ہوں اور طاقت کو پراگندہ ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔

اگر ایک ہی وقت میں مسلمانوں کی کچھ جماعت ایک طرف اور کچھ دوسری طرف جاتی ہوئی نظر آئی تو ہندو لوگ کہیں گے کہ رسول کریم ﷺ کی حفاظت کے معاملہ میں بھی یہ لوگ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اور اس سے اسلام کی عزت کو جو صدمہ پہنچے گا' اس کا اندازہ ہر ایک اسلام کا درد رکھنے والا انسان خود ہی لگا سکتا ہے۔ ہندوؤں کو جو دلیری اور جرأت اس سے حاصل ہوگی' اس کا خیال کر کے میرا دل کانپ جاتا ہے اور میری روح لرز جاتی ہے۔

## اسلام کیلئے کربلا کا زمانہ

اس آفت و مصیبت کے زمانہ میں کہ اسے کربلا کا زمانہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کیونکہ کفر و ضلالت کے لشکر محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو اسی طرح گھیرے ہوئے ہیں کہ جس طرح کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو یزید کی فوجوں نے گھیرا ہوا تھا۔ آہ! آج اسلام کی وہی حالت ہے جو ذیل کے شعر میں بیان ہوئی ہے کہ

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید

دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

## اشتراک عمل کی دعوت

پس میں امید کرتا ہوں کہ مرکزی خلافت کمیٹی اپنے فیصلہ میں مندرجہ بالا تبدیلی کرکے دشمنان اسلام کے دلوں پر ایک کاری حربہ چلائے گی اور ان کی تازہ امیدوں کو خاک میں ملا دے گی اور مقامی انجمن ہائے خلافت بھی اپنے جلسوں کو کسی اور وقت اور دن پر ملتوی کر دیں گی اور ان جلسوں کو جو تمام اسلامی فرقوں اور سوسائٹیوں کی طرف سے مشترک طور پر ہونے والے ہیں' ان میں اپنے مقرر وقت پر منعقد ہونے میں مزاحم نہ ہوں گی بلکہ مددگار اور شریک بنیں گی۔

## سول نافرمانی کے تباہی خیز نقصانات

پھر ان احباب کو جو سول نافرمانی کو اس وقت کی مشکلات کا حل سمجھتے ہیں۔ مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ یہ خیال درحقیقت گاندھی جی کا پھیلایا ہوا ہے اور اس کے عیب و ثواب پر پوری طرح غور نہیں کیا گیا۔ میرے نزدیک اگر غور کیا جائے تو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے موجودہ حالات میں سول نافرمانی سے زیادہ خطرناک اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ اور یقیناً اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی تمدنی اور اقتصادی حالت پہلے سے بھی خراب ہو جائے گی۔ اور عدم تعاون کے دنوں میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو جو نقصان پہنچایا تھا اور جس کے اثر کو وہ کئی سالوں میں جا کر بہ مشکل دور کر سکے ہیں اس سے بھی زیادہ اب نقصان پہنچ جائے گا۔

## اس وقت ہمارا مقابلہ ہندوؤں سے ہے

اے بھائیو! ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس وقت ہمارا مقصد کیا ہے اور پھر اس کے مطابق ہمیں علاج کرنا چاہئے کیونکہ دانا وہی ہوتا ہے جو تشخیص کے بعد مرض کا علاج شروع کرتا ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہمارا اس وقت مقصد یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ

کی جو ہتک کی جاتی ہے' اس کا سدّباب کریں اور آپ کی عزت کی حفاظت کا مقدس فرض جو ہم پر عائد ہے اس کو بجالائیں۔ اگر میرا یہ خیال درست ہے تو کیا پھر پہلی بات کی طرح یہ بھی سچ نہیں ہے کہ یہ ہتک ہندوؤں کی طرف سے کی جارہی ہے نہ کہ گورنمنٹ کی طرف سے۔ پس ہمارا مقابلہ ہندوؤں سے ہے نہ کہ گورنمنٹ سے۔ گورنمنٹ تو اس وقت حتی الوسع ہماری مدد پر کھڑی ہے اور ہمیں ان اخلاقی ذمہ داریوں کے ماتحت جو اسلام نے ہم پر عائد کی ہیں' ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے نہ کہ ان کی مخالفت کرنی چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہائیکورٹ کے ایک جج کے فیصلہ کے نتیجہ میں ہندوؤں کو اور بھی دلیری ہو گئی ہے اور انہوں نے پہلے سے بھی سخت حملے اسلام پر شروع کر دیئے ہیں۔ لیکن پھر کیا یہ بھی درست نہیں کہ گورنمنٹ اس فیصلہ کو بدلوانے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ اور غیر معمولی ذرائع سے جلد سے جلد اس مفسدہ پردازی کا ازالہ کرنے پر تُلی ہوئی ہے اور **ہزایکسلینسی** ( HIS EXCELLENCY ) گورنر پنجاب نے مسلمانوں کے وفد کے جواب میں نہایت پُر زور الفاظ میں مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار اور ان گندے مصنفوں کے خلاف ناراضگی کا اظہار اور ہائی کورٹ کے فیصلہ پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ جب حالات یہ ہیں تو پھر کیا اخلاق' کیا عقل اور کیا فوائد اسلام ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم سِول نافرمانی کو جو ہندوؤں کے خلاف نہیں بلکہ گورنمنٹ کے خلاف ہے' اختیار کریں اور کیا اس ذریعہ سے ہندو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دینے سے باز آجائیں گے۔

## سِول نافرمانی اسلام اور مسلمانوں کے فوائد کے خلاف ہے

مگر علاوہ اس کے کہ سِول نافرمانی اس موقع پر اخلاق کے خلاف ہے' وہ اسلام اور مسلمانوں کے فوائد کے بھی خلاف ہے۔ سِول نافرمانی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ لاکھوں آدمی اس کے لئے تیار نہ ہوں۔ سِول نافرمانی دو غرضوں کیلئے ہو سکتی ہے۔

۱۔ جب کہ ہم کوئی کام کرنا چاہیں جسے گورنمنٹ منع کرتی ہو۔

۲۔ جب کہ ہم گورنمنٹ کو کسی کام کے کرنے سے روکیں یا اس سے کوئی کام کروانا چاہیں۔

صورت اول میں اس قدر کافی ہوتا ہے کہ بہت سے آدمی اس کام کو کرنے لگیں کہ جس سے گورنمنٹ روکتی ہو۔ اگر گورنمنٹ ان کو روکے تو وہ نہ رکیں حتیٰ کہ گورنمنٹ مجبور

ہو جائے کہ انہیں گرفتار کرے۔ چونکہ گورنمنٹ لاکھوں آدمیوں کو قید میں ڈال نہیں سکتی' اس لئے جو امور معمولی ہوتے ہیں اور گورنمنٹ کے قیام کا ان سے تعلق نہیں ہوتا' وہ ان میں لوگوں کے مطالبہ کو پورا کر کے اپنے حکم کو واپس لے لیتی ہے۔ اس صورت میں کامیابی کیلئے اس قدر تعداد آدمیوں کی چاہئے کہ جن کو گورنمنٹ جیل خانوں میں رکھ ہی نہ سکے۔ جب گورنمنٹ کی طاقت سے قیدی بڑھ جاتے ہیں تو اسے دینا پڑتا ہے۔ مگر یہ صورت تبھی کامیاب ہو سکتی ہے کہ جب کسی ایسے کام کے کرنے کا ہم ارادہ کریں جس کی گورنمنٹ اجازت نہیں دیتی۔

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ گورنمنٹ سے لوگ کوئی مطالبہ پورا کرانا چاہیں یا دوسرے لوگوں کو کسی کام سے روکنا چاہیں۔ اس صورت میں چونکہ ان کا کام کچھ ہوتا ہی نہیں' انہیں سول نافرمانی کے لئے کوئی اور چیز تلاش کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً وہ کہہ دیتے ہیں کہ جب تک گورنمنٹ ہمارا مطالبہ پورا نہیں کرے گی' ہم اسے لگان نہیں دیں گے یا ٹیکس نہیں دیں گے۔ اس صورت میں بھی قریباً ساری کی ساری قوم کی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ جن کی جائدادیں گورنمنٹ اپنے حق کے لئے قرق کرائے' اگر ان کی جائدادوں کو دوسرے لوگ خریدنے پر تیار ہو جائیں تو گورنمنٹ کا کیا نقصان ہوگا' انہی لوگوں کا اپنا نقصان ہوگا۔

غرض کوئی صورت بھی ہو' سول نافرمانی بغیر سارے ملک کے اتفاق کے یا کم سے کم ایک بڑے حصہ کے اتفاق کے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پچھلے چند سالوں میں جرمنی کے لوگوں نے فرانسیسیوں کے خلاف اس علاقہ میں جو فرانس والوں نے لے لیا تھا' سول نافرمانی کی تھی۔ مگر وہ باوجود ایک قوم اور بڑے تعلیم یافتہ ہونے کے کامیاب نہ ہو سکے۔ اور آخر مجبوراً انہیں اپنا رویہ بدلنا پڑا۔ مگر جو سامان جرمنوں کو حاصل تھے' وہ مسلمانوں کو حاصل نہیں۔ اور پھر سب ملک میں صرف وہی آباد نہیں ہیں بلکہ اس ملک میں ایک بڑی تعداد سکھوں اور ہندوؤں کی بھی ہے۔ پس سول نافرمانی سے گورنمنٹ کے کام نہیں رُکیں گے۔ بلکہ صرف یہ نتیجہ ہوگا کہ جو تھوڑی بہت تجارت اور زمیندارہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے وہ بھی ہندوؤں کے ہاتھ میں چلا جائے گا اور یہی اس وقت ہندوؤں کی خواہش ہے۔ ہم سول نافرمانی کی صورت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت نہیں کریں گے بلکہ اپنی طاقت کو کمزور کر کے اور اپنے دشمن بڑھا کر لوگوں کو آپ کی ہتک کا اور موقع دیں گے۔

## سِول نافرمانی کیلئے لاکھوں آدمی کہاں سے آئیں گے

جیسا کہ میں بتا آیا ہوں' سِول نافرمانی بغیر لاکھوں آدمیوں کی مدد کے نہیں ہو سکتی۔ پس اب ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ لاکھوں آدمی سول نافرمانی کرنے والے کہاں سے آئیں گے۔ کیا اپنے نوجوانوں کو جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں' ہم اس کام کیلئے پیش کریں گے یا اپنے تاجروں کو یا اپنے زمینداروں کو یا اپنے پیشہ وروں کو۔ ان میں سے کسی ایک کو اس کام کے لئے پیش کرو نتیجہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے نہایت خطرناک پیدا ہو گا۔ طالب علم اگر اس کام کے لئے آگے بڑھے تو مسلمان جو تعلیم میں آگے ہی پیچھے ہیں اور بھی پیچھے رہ جائیں گے اور ہماری ایک نسل بالکل بے کار ہو جائے گی۔ اگر تاجروں یا پیشہ وروں کو جیل خانہ بھجوایا گیا تو ہندوؤں کو اس سے اور بھی فائدہ پہنچے گا اور مسلمان اور بھی زیادہ سختی سے اقتصادی طور پر ان کے غلام بن جائیں گے۔ اور دس مسلمان جو روٹی کھاتے ہیں' وہ بھی اپنے کام سے جائیں گے۔ اگر زمیندار قید خانوں میں بھیجے گئے' تب بھی ہندوؤں کو عظیم الشان فائدہ پہنچے گا۔ غرض بغیر لاکھوں آدمیوں کو سِول نافرمانی پر لگانے سے کام نہیں چل سکتا اور اس قدر تعداد میں مسلمان اگر سِول نافرمانی کے لئے تیار بھی ہو جائیں تو یقیناً مسلمانوں کی طاقت پنجاب میں بالکل ٹوٹ جائے گی اور ہم جو یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہوں تا کہ ہماری آواز میں اثر پیدا ہو اور بھی زیادہ پست حالت کو پہنچ جائیں گے اور کہیں ہمارا ٹھکانہ نہیں رہے گا۔

بے شک اگر صرف شُغل کرنا ہمارا مقصد ہو تو چند ہزار آدمی اس کام پر لگ کر شور پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہمارا مقصد اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کو طاقتور بنانا ہے تو یہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ سب ملک میں مسلمان ہی نہ بستے ہوں اور جب تک سب کے سب سِول نافرمانی پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ اور چونکہ صورت حالات اس کے برخلاف ہے' اس لئے سِول نافرمانی سے کامیابی کی امید رکھنا بالکل درست نہیں۔

## جیل میں جانے والوں کے بال بچے کیا کریں گے

پھر ہم اس امر کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ جو لوگ جیل خانوں میں جائیں گے' ان کے رشتہ داروں کا گذارہ کس طرح ہو گا۔ مسلمانوں کے پاس حکومت نہیں کہ وہ جبریہ ٹیکس سے سب کے گذارہ کی صورت پیدا کر لیں گے۔ جو لوگ قید

ہوں گے ان کے رشتہ دار یقیناً قرض پر گذارہ کریں گے اور وہ قرض ہندو بنئے کے پاس سے انہیں ملے گا جس کی وجہ سے وہی لوگ جو اسلام کی مدد کیلئے نکلیں گے در حقیقت اسلام کو اور زیادہ کمزور کر دینے کے موجب ہو جائیں گے۔

## عدم تعاون کے بعد سول نافرمانی ہونی چاہئے

یہ امر بھی نہیں بھلایا جا سکتا کہ سول نافرمانی ہمیشہ عدم تعاون کے بعد ہوتی ہے۔ تعاون اور سول نافرمانی کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ میں مسٹر گاندھی سے بہت اختلاف رکھتا ہوں لیکن ان کی یہ بات بالکل درست تھی کہ انہوں نے پہلے عدم تعاون جاری کیا اور اس کا دوسرا قدم سول نافرمانی رکھا۔ ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ مدد نہ کرنے اور نافرمانی کرنے میں فرق ہے۔ مدد نہ کرنا ادنیٰ درجہ کا انقطاع ہے اور نافرمانی اعلیٰ درجہ کا انقطاع ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ ہم ادنیٰ انقطاع کئے بغیر اعلیٰ انقطاع کر دیں۔ جو لوگ سول نافرمانی کریں گے جب ان کو گورنمنٹ سزا دینے لگے گی تو کیا پچاس ساٹھ ہزار مسلمان جو سرکاری ملازمت میں ہے وہ سرکاری حکم کے ماتحت سول نافرمانی کرنے والوں کا مقابلہ کرے گا یا نہیں۔ اگر وہ مقابلہ نہیں کرے گا تو سب کو ملازمت چھوڑنی پڑے گی اور عدم تعاون شدید صورت میں شروع ہو جائے گا اور میدان بالکل ہندوؤں کیلئے خالی رہ جائے گا اور اگر ملازم طبقہ سول نافرمانی کرنے والوں کا مقابلہ کرے گا تو کیا یہ جنگ گھر میں ہی نہ شروع ہو جائے گی۔ پولیس فوج اور عدالتوں کے ملازم اگر خود مسلمانوں پر دست درازی کریں گے تو کیا آپس میں ایک دوسرے سے تنافر پیدا ہو گا یا نہیں۔ اور کیا ان چالیس پچاس ہزار ملازموں کے رشتہ دار جو چالیس پچاس لاکھ سے کم نہ ہوں گے، دوسرے لوگوں سے جو ان کو بُرا بھلا کہیں گے برسرپیکار ہوں گے یا نہیں۔ اور کیا اس کے نتیجہ میں ہر گاؤں اور ہر شہر میں مسلمانوں میں ایک خطرناک جنگ شروع ہو جائے گی کہ نہیں؟ غرض سول نافرمانی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک پہلے عدم تعاون نہ جاری کیا جائے۔ سول نافرمانی جاری کرنے سے پہلے سب مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ فوج سے پولیس اور ایگزیکٹو اور جوڈیشل غرض ہر قسم کی ملازمتوں سے علیحدہ ہو جائیں تا کہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑنا نہ پڑے۔ اور سب ملک کے مسلمان آپس میں دست و گریبان نہ ہو جائیں۔ لیکن کیا حالات اس بات کی اجازت دیتے ہیں؟ اگر ایسا ہوا تو مسلمانوں کا اس میں فائدہ نہ ہو گا، ہاں ہندوؤں کا فائدہ ہو گا۔ ایک مسلمان کی جگہ دس ہندو اور سکھ بھرتی ہونے کے لئے تیار ہوں

گے اور مسلمانوں کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔

## سول نافرمانی کیلئے تیار ہونیوالوں کو کیا کرنا چاہئے

خلاصہ یہ کہ سول نافرمانی کا تبھی فائدہ ہو سکتا ہے جب لاکھوں آدمی اس کے لئے تیار ہوں اور جب کہ پہلے عدم تعاون کا فیصلہ کر لیا جائے' ورنہ سوائے شور کرنے کے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پس جو لوگ سول نافرمانی کیلئے تیار ہوں' میں انہیں مشورہ دوں گا کہ وہ ذرا زیادہ ہمت دکھائیں اور جو وقت ان کے پاس فارغ ہو' اسے تبلیغ اسلام پر خرچ کریں۔ اگر دو چار ہزار آدمی تبلیغ کے لئے نکل کھڑا ہو اور ادنیٰ اقوام کے گھروں پر جاکر شفقت اور ہمدردی سے ان کو اسلام کی دعوت دے تو اسلام کو کس قدر فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ لوگ ملک میں پھر کر زمینداروں کو سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کریں اور ہندو بنئے سے سودی قرض لینے سے منع کریں تو اسلام کو کس قدر تقویت پہنچ سکتی ہے۔ اگر وہ اپنے فارغ وقت کو اپنے جاہل بھائیوں کو دین کی باتیں سمجھانے اور قومی ضروریات سے واقف کرانے پر لگائیں تو قومیت کو کس قدر نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر وہ فارغ ہیں تو ہزاروں گاؤں جن میں سب سودا ہندو بنئے سے لیا جاتا ہے' وہاں جاکر وہ ایک دکان کھول لیں اور اس طرح مسلمانوں کو ہندو دکاندار کے ذلت آمیز سلوک سے محفوظ کریں تو قومی احساس میں کس قدر ترقی ہو سکتی ہے۔

## کام کرنے کا وقت ہے نہ جیل خانہ جانے کا

پس اے دوستو! یہ کام کا وقت ہے' جیل خانہ میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں اس وقت بیداری پیدا کر دی ہے' اس بیداری سے فائدہ حاصل کرو۔ یہ دن روز نصیب نہیں ہوتے' پس ان کی ناقدری نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے دشمن کے ہاتھوں آپ لوگوں کو بیدار کر دیا۔ اب جلد سے جلد اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی بہبودی کے کاموں میں لگ جاؤ۔ اِس وقت ہر ایک جو مسلمان کہلاتا ہے' اس کے میدان عمل میں آنے کی ضرورت ہے۔ جیل خانہ میں لوگوں کو بھرنے کا موقع نہیں بلکہ ان کو ان میں سے نکالنے کا موقع ہے۔ دشمن آپ لوگوں کی کوششوں کو دیکھ کر گھبرا رہا ہے۔ وہ محسوس کر رہا ہے کہ اب آپ نے اس کے مخفی حملہ سے بچنے کا صحیح ذریعہ معلوم کر لیا ہے۔ پس وہ تلملا رہا ہے اور اپنے شکار کو ہاتھوں سے جاتا دیکھ کر سٹ پٹا رہا ہے۔ ایک تھوڑی سی ہمت'

ایک تھوڑی سی کوشش' ایک تھوڑی سی قربانی کی ضرورت ہے کہ صدیوں کی پہنی ہوئی زنجیریں کٹ جائیں گی اور اسلام کا سپاہی اپنے مولیٰ کی خدمت کیلئے پھر آزاد ہو جائے گا اور ہندوؤں کی غلامی کے بند ٹوٹ جائیں گے۔

اے بھائیو! ہمت اور استقلال سے اور صبر سے اپنی دینی اور تمدنی اور اقتصادی حالت کی درستی کی فکر کرو اور خدا تعالیٰ کی طرف سچے دل سے جھک جاؤ اور اس کی مرضی پر اپنی مرضی کو قربان کر دو اور اس کے ارادوں کے سامنے اپنے ارادوں کو چھوڑ دو۔ اور اس کے کلام کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دو اور اس کی شریعت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور اس کے ہر ایک اشارہ پر عمل کرنے کیلئے تیار رہو اور اپنے نفس کو بالکل مار دو۔ تب وہ اپنا وعدہ **اَلَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا** کے ماتحت آپ کو اس راستہ پر چلائے گا جو اس کی مرضی کے مطابق ہے۔ اور اپنی نصرت کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھائے گا اور آپ کے بازو کو قوت بخشے گا اور آپ کے دشمنوں کو ذلیل کرے گا اور ہر اک میدان میں خواہ علمی ہو' خواہ تمدنی ہو' خواہ اقتصادی ہو' آپ کو فتح دے گا۔

## متواتر قربانی کی ضرورت

ہاں ضرورت ہے تو اس بات کی کہ متواتر اور لگاتار قربانی کی جائے اور عقل سے کام لیا جائے اور خدا تعالیٰ کی نصرت پر نظر رکھی جائے اور بے فائدہ جوش سے اپنی قوتوں کو ضائع نہ کیا جائے اور خواہ مخواہ دشمن کے تیار کردہ گڑھوں میں نہ گرا جائے۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کو ہمیشہ اپنا غلام بنائے رکھنا چاہتے ہیں' وہ گورنمنٹ سے ہمیں لڑوا کر ہماری طاقت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس وقت جو مسلمانوں کی توجہ مذہبی' اقتصادی' تمدنی آزادی کی طرف ہو رہی ہے' اس کا رُخ دوسری طرف پھیرنا چاہتے ہیں۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ مسلمان اس دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ گورنمنٹ نے پیچھے جو کچھ بھی کیا ہو' اس وقت وہ مسلمانوں کی جائز مدد کر رہی ہے اور اگر کسی جگہ بعض مجسٹریٹ مسلمانوں کی تکلیف کا موجب ہو رہے ہیں تو اس کی وجہ گورنمنٹ کی پالیسی نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مجسٹریٹوں کے دل ان ہندوؤں کی باتوں سے متاثر ہیں کہ جو ملک میں امن دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ پس ہمیں وقتی جوش سے متاثر ہو کر اپنے اصل کام کو نہیں بھولنا چاہئے۔ آج سے ہمارا فرض ہو کہ تبلیغ کریں مسلمانوں کی تمدنی اور اقتصادی حالت کو درست کریں اور جس حد تک ممکن اور مذہباً جائز ہو مسلمانوں میں سے اختلاف کے مٹانے کی اور

مستقل جدوجہد کے ساتھ ان جائز حقوق کو جن کے ہم اس ملک کے باشندہ ہونے کے لحاظ سے مستحق ہیں، حاصل کریں۔ اور اس کے لئے پہلا قوم آپ کا ۲۲ جولائی کے جلسوں کو غیر معمولی طور پر کامیاب بنانا ہے۔ میں اب اپنی بات کو ختم کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ہر اک دوسری بات کو فراموش کر کے آپ صرف اس امر کو مدنظر رکھیں گے کہ آج اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ کس امر میں ہے۔

والسلام
خاکسار
مرزا محمود احمد
امام جماعت احمدیہ قادیان

(الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۲۷ء)